مولانا الطاف حسین حالیؔ کے تین نکات کا ماحولیاتی تناظر اورانجمنِ پنجاب کے مناظمے (تجزیاتی مطالعہ)

ڈاکٹر ذکیہ رانی☆

Envoirmented Perspective of Molan Hali's three Aspects.

Dr Zakia Rani

Abstract:

18th Century has proved an immense impact in the radicalization of thoughts. Jhon Lock and Sir Issac Newton made the enormous ways towards a society of modernization. In that sense, the manifestation of words worth's poetical thoughts paved a way for new dimensions.As a colony of British empire, India took an eminent respect of the above mentioned thoughts. Anjuman-e-Punjab hold a number of Mushaira's resisting the typical approach of Ghazal and made Nazm a popular genre. In that due case , Hali published his poetical anthology with a preface of his own. He proposed three aspects of natural poetry (Imagination,Study of universe and word sense).

In this reseaech article, the three proposed elements of Maulana Altaf Hussain Hali was analysed on the basis of the Munazimas of Anjuman-e-Punjab. This sort of study also reveals that environmental study in urdu poetry was the by product of Hali's three points. The Munazimas of Anjuman-e-Punjab opened a new door of interpretation of natural poetry.

Key words:

Molana Hali, Envoirment, Imagination, Imagination, study of Univerise, word sense,

کلیدی الفاظ:

مولانا حالی، ماحول، تخیل، تفحصِ الفاظ، مطالعۂ کائنات

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ کراچی

۱۸۵۷ء سے قبل دلّی کے دانشور منتظر تھے کہ دلّی کالج دلّی یونیورسٹی میں تبدیل ہوا چاہتا ہے کہ اچانک جنگِ آزادی نے نئی صورتحال سے دوچار کر دیا۔ سلطنتِ مغلیہ کا ایسا زوال ہوا کہ ۱۸۵۸ء میں ہندوستان برٹش گورنمنٹ آف انڈیا کہلانے لگا۔ دلّی کالج کی تمام ترجیحات اورینٹل کالج لاہور منتقل کر دی گئیں۔ مذکورہ بالا سطور اس ضمن میں تحریر کی گئیں ہیں کہ مولانا الطاف حسین حالیؔ کا معاملہ دلّی اور لاہور دونوں شہروں سے براہِ راست جڑا ہوا ہے۔ پانی پت سے دلّی آمد مدرسہ حسین بخش میں زیرِ تعلیم ہونا، مولوی نوازش علی سے تعلیم حاصل کرنا(۱)، غالب سے تلمذ اور دلّی کے مشاعروں میں غالب سے داد پانا۔(۲) کچھ عرصہ بعد واپس پانی پت چلے گئے اور حصار (اطراف پانی پت) میں ملازمت اختیار کر لی۔(۳) ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں بے روزگار ہو گئے اور ذاتی مطالعہ سے علم کی پیاس بجھاتے رہے اور مضامین لکھنے لگے بعد ازاں دلّی گئے تو شیفتہ کے بچوں کی اتالیقی پر مامور ہوئے۔(۴) دلّی کی ادبی فضا سے جڑنا یہ تمام وہ پہلو ہیں کہ جسے مولانا الطاف حسین حالی کا ذہنی اور فکری عمارت کی بنیاد رکھے جانے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ غالب اور شیفتہ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ دلّی میں رہے۔(۵) شاعری اور مضمون نگاری کے جوہر دکھائے(۶) بعد ازاں ۷۲۔۱۸۷۱ء پنجاب گورنمنٹ بک ڈپو میں اسسٹنٹ ٹرانسلیٹر کی حیثیت سے ملازمت (۷) مغربی علوم وفنون سے بلواسطہ شناسائی کا سبب بنی جس نے فکری بنیادوں کو استوار کرنے میں نہایت مؤثر کردار ادا کیا۔ قیامِ لاہور کے چار برس مولانا الطاف حسین حالی کی نئی شاعری کے ضمن میں نہایت اہم ثابت ہوئے۔ انجمن پنجاب کے چار مشاعروں میں شرکت نے اُن میں قدرتی ماحول سے فطری ماحول کو نا صرف اُجاگر کیا بلکہ نئی شاعری کے ضمن میں مقدمہ تشکیل دینے کے اسباب بھی فراہم کیے۔ ۱۸۶۵ء کی انجمن اشاعت مطالب مفیدہ (۸) یعنی انجمن پنجاب جس کو کرنل ہالرائیڈ اور لائٹنر نے ورڈزورتھ کے رومانی منشور (Preface to the Lyrical Ballads) اور کالرج کے بائیوگرافیہ لٹریریہ پر اس انداز سے استوار کیا کہ مقامی سطح پر اس کا ادراک اس طرح نہیں کیا جاسکا کہ ہم اپنے ماحول کو کسی کے زیرِ اثر کشید کر رہے ہیں۔

بہر حال مولانا الطاف حسین حالی ۱۸۷۵ء میں لاہور سے دلّی چلے گئے اور اینگلو عربک اسکول میں ملازمت اختیار کر لی۔(۹) سر سیّد سے ملاقات (۱۰)، مسدسِ مدّو جزرِ اسلام کی تخلیق کا سبب بنی بعد ازاں ۱۸۹۳ء مطبع نظامی کانپور سے دیوانِ حالی شائع ہوا۔ اس دیوان کے مقدمے نے ایسی فضا بنائی کہ اردو تنقید کی روایت استوار ہوئی اور مقدمہ اردو تنقید کی بوطیقا قرار پایا۔ حالی کا ذہنی ارتقاء اور فکری جہات مقدمہ میں کھل کر سامنے آ گئیں۔ انجمن پنجاب میں پڑھی جانے والی نظموں کا مطالعہ مولانا الطاف حسین حالی کے تین نکات کی طرف توجہ مبذول کرا دیتا ہے۔ مقدمہ

(۱۱) کے تین نکات حالی کی نئی شاعری کی بنیاد قرار دیئے جاسکتے ہیں۔(۱) تخیل (۲) تفحصِ الفاظ (۳)کائنات کا مطالعہ۔۔ آیئے دیکھتے ہیں انجمن پنجاب کے مشاعروں یا مناظموں کی وہ نظمیں جو حالی نے پڑھیں۔

انجمن پنجاب کا پہلا مشاعرہ ۳۰/مئی ۱۸۷۴ء کو 'برسات' کے موضوع سے منعقد ہوا۔ مولانا الطاف حسین حالی نے "برکھارُت" (۱۲) کے عنوان سے ۱۴۵ /اشعار پر مشتمل نظم سُنائی۔ اس نظم کا انتخاب بہ لحاظِ تخیل، تفحصِ الفاظ اور مطالعہ کائنات ملاحظہ کیجئے۔

تخیل:	گرمی کی تپش بجھانے والی	سردی کا پیام لانے والی
تخیل:	وہ شاخ و درخت کی جوانی	وہ مور وملخ کی زندگانی
تخیل:	وہ سارے برس کی جان برسات	وہ کون؟ خدا کی شان برسات
تفحصِ الفاظ:	آئی ہے بہت دعاؤں کے بعد	اور سیکڑوں التجاؤں کے بعد
تفحصِ الفاظ:	وہ آئی تو آئی جان میں جان	سب تھے کوئی دن کے ورنہ مہمان
تفحصِ الفاظ:	تھی لوٹ سی پڑ رہی چمن میں	اور آگ سی لگ رہی تھی بن میں
تفحصِ الفاظ:	تھیں برف پہ نیتیں لپکتی	فالودے پہ رال تھی ٹپکتی
تفحصِ الفاظ:	آنکھوں میں تھا اُن کا پیاس سے دم	تھے پانی کو دیکھ کرتے 'مم مم'
تخیل:	سورج نے نقاب لی ہے منہ پر	اور دھوپ نے تہ کیا ہے بستر
تفحصِ الفاظ:	باغوں نے کیا ہے غسلِ صحت	کھیتوں کو ملا ہے سبز خلعت
مطالعہ کائنات:	ہے سنگ و شجر کی ایک وردی	عالم ہے تمام لاجوردی
مطالعہ کائنات:	ہیں شکر گزار تیرے برسات	انساں سے لے کے تا جمادات
مطالعہ کائنات:	تجھ سے کھلا یہ رازِ قدرت	راحت ملتی ہے بعدِ کلفت
مطالعہ کائنات:	شب بھر میں ہوا سماں دگرگوں	کیا پڑھ دیا آکے تونے افسوں
تفحصِ الفاظ:	جن جھیلوں میں کل تھی خاک اُڑتی	ملتی نہیں آج تھاہ اُن کی
مطالعہ کائنات:	جب پیڑ سے آم ہے ٹپکتا	میں تم کو اِدھر اُدھر ہوں تکتا
تفحصِ الفاظ:	تم بن جو ہے بوند تن پہ پڑتی	چنگاری سی ہے بدن پہ پڑتی
تفحصِ الفاظ:	حیرت رہی دیر تک کہ آخر	روڑا ہے کہاں کا یہ مسافر
تفحصِ الفاظ:	پھر غور سے اک نظر جو ڈالی	نکلا وہ ہمارا دوست حالی

گارساں دتاسی نے برکھارت کی تعریف کرتے ہوئے کسی پنجابی اخبار کی یہ عبارت نقل کی ہے:

"جس نے یہ نظم نہ پڑھی ہو وہ پڑھ کر دیکھے کہ شاعر نے کس خوبی سے یہ تصویر بنائی ہے۔ جس نے شاعر کی زبان سے اسے سنا وہ مرحبا کہہ اٹھا اور کوئی صاحبِ

ذوق اس کی داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔۔۔۔۔۔بڑی بات یہ ہے کہ شاعر نے کوئی بے موسم کی راگنی نہیں چھیڑی ہے اور نہ حسن و عشق کے چرچے کیے پھر بھی اس کی سادگی اور رنگینی کام کر گئی۔"(۱۳)

انجمنِ پنجاب کے تیسرے مشاعرے منعقدہ ۱۳اگست ۱۸۷۴ء کا موضوع 'امید' تھا اور اس میں حالی نے 'نشاطِ امید' (۱۴) کے عنوان سے ۹۲ اشعار پر مشتمل نظم سنائی۔ اس نظم کا انتخاب بہ لحاظِ تخیل، تفحص الفاظ اور مطالعہ کائنات ملاحظہ کیجئے:

تخیل:	اے مری اُمید مری جاں نواز	اے مری دل سوز مری کارساز
تخیل:	عیش میں اور رنج میں میری شفیق	کوہ میں اور دشت میں میری رفیق
تخیل:	کاٹنے والی غمِ ایّام کی	تھامنے والی دلِ ناکام کی
تخیل:	تونے نہ چھوڑا کبھی غربت میں ساتھ	تونے اٹھایا نہ کبھی سر سے ہاتھ
تخیل:	نوح کی کشتی کا سہارا تھی تو	چاہ میں یوسف کی دل آرا تھی تو
تفحصِ الفاظ:	ہوتی ہے جب تو پشت پہ ہمت کی جب	مشکلیں آساں نظر آتی ہیں سب
مطالعہ کائنات:	عزم کو جب دیتی ہے تو میل جست	گنبدِ گردوں نظر آتا ہے پست
تفحصِ الفاظ:	تونے دریا آکے اُبھارا جہاں	سمجھے کہ مٹھی میں ہے سارا جہاں
تفحصِ الفاظ:	ذرّے کو خورشید میں دے تو کھپا	بندے کو اللہ سے دے تو ملا
مطالعہ کائنات:	خشک تھا بن تیرے درختِ امل	تونے لگائے ہیں یہ سب پھول پھل
تفحصِ الفاظ:	تجھ سے ہیں دل سب کے مگر باغ باغ	گل کوئی ہونے نہیں پاتا چراغ
تفحصِ الفاظ:	چٹنی سے روٹی کا ہے جن کا بناؤ	بیٹھے پکاتے ہیں خیالی پلاؤ
مطالعہ کائنات:	فیض کے کھولے ہیں جہاں تونے باب	دیکھتے ہیں جھونپڑے محلوں کے خواب
تفحصِ الفاظ:	کہتا ہے جب ہنستے ہیں سب دیکھ کر	'رہ گئی اک آنچ کی باقی کسر'
تفحصِ الفاظ:	کھاتے ہیں اس آس پہ قسمیں عجیب	'جھوٹے کو ہو تخت نہ یارب نصیب'
تفحصِ الفاظ:	جاتا ہے قابو سے دل آخر نکل	کرتی ہے اِن مشکلوں کو تو ہی حل
تفحصِ الفاظ:	ساتھ گئی یاس کے پژمردگی	ہوگئی کافور سب افسردگی

انجمنِ پنجاب کے چوتھے مشاعرے کا انعقاد یکم ستمبر ۱۸۷۴ء میں 'حُبِّ وطن' (۱۵) کے موضوع سے ہوا۔ اس میں حالی نے 'حُبِ وطن' کے عنوان سے ۲۱۵ / اشعار کی نظم سنائی۔ اس نظم کا انتخاب بہ لحاظِ تخیل، تفحص الفاظ اور مطالعہ کائنات ملاحظہ کیجئے۔

تخیل:	اے سپہرِ بریں کے سیارو	اے فضائے زمیں کے گل زارو
تخیل:	اے پہاڑوں کی دل فریب فضا	اے لبِ جو کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا

تخیل:	اے عنادل کے نغمہ سحری	اے شبِ ماہتاب تاروں بھری
تفحصِ الفاظ:	جب ہوا کھانے باغ جاتے تھے	ہو کے خوش حال گھر میں آتے تھے
مطالعہ کائنات:	کوہ و صحرا و آسمان و زمیں	سب مری دل لگی کی شکلیں تھیں
مطالعہ کائنات:	اے وطن اے مرے بہشتِ بریں	کیا ہوئے تیرے آسمان و زمیں
مطالعہ کائنات:	رات اور دن کا وہ سماں نہ رہا	وہ زمیں اور وہ آسماں نہ رہا
تفحصِ الفاظ:	کاٹے کھاتا ہے باغ بن تیرے	گل ہیں نظروں میں داغ بن تیرے
تخیل:	جن و انسان کی حیات ہے تو	مرغ و ماہی کی کائنات ہے تو
تخیل:	ہے نباتات کو نمو تجھ سے	روکھ تجھ بن ہرے نہیں ہوتے
تخیل:	سب کو ہوتا ہے تجھ سے نشو و نما	سب کو بھاتی ہے تیری آب و ہوا
تفحصِ الفاظ:	دیس کو بن میں جی بھٹکتا رہا	دل میں کانٹا سا اک کھٹکتا رہا
تفحصِ الفاظ:	گو وطن سے چلے تھے ہو کے خفا	پر وطن میں تھا سب کا جی اٹکا
مطالعہ کائنات:	دل میں آٹھوں پہر کھٹکتے تھے	سنگریزے زمینِ بطحا کے
مطالعہ کائنات:	جا کے کابل میں آم کا پودا	کبھی پروان چڑھ نہیں سکتا
مطالعہ کائنات:	آ کے کابل سے یاں بہی و انار	ہو نہیں سکتے بارور زنہار
مطالعہ کائنات:	مچھلی جب چھوٹتی ہے پانی سے	ہاتھ دھوتی ہے زندگانی سے
مطالعہ کائنات:	آگ سے جب ہوا سمندر دور	اس کو جینے کا پھر نہیں مقدور
مطالعہ کائنات:	گھوڑے جب کھیت سے بچھڑتے ہیں	جان کے لالے اُن کی پڑتے ہیں
مطالعہ کائنات:	گائے یا بھینس اونٹ یا بکری	اپنے اپنے ٹھکانے خوش ہیں سبھی
تفحصِ الفاظ:	مرد ہو تو کسی کے کام آؤ	ورنہ کھاؤ پیو چلے جاؤ
مطالعہ کائنات:	ایک ڈالی کے سب ہیں برگ و ثمر	ہے کوئی ان میں خشک اور کوئی تر
تفحصِ الفاظ:	قوم جب اتفاق کھو بیٹھی	اپنی پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھی
مطالعہ کائنات:	کوئی دن میں وہ دور آئے گا	بے ہنر بھیک تک نہ پائے گا
تفحصِ الفاظ:	نہ رہیں گے سدا یہی دن رات	یاد رکھنا ہماری آج کی بات
تفحصِ الفاظ:	گر نہیں سنتے قولِ حالی کا	پھر نہ کہنا کہ کوئی کہتا تھا

انجمنِ پنجاب کے چھٹے مشاعرے کا موضوع 'انصاف'(۱۶) تھا جو ۱۴/ نومبر ۱۸۷۴ء کو منعقد ہوا اور حالی نے 'مناظرہئ رحم و انصاف' ۱۱۹/ اشعار پر مشتمل پیش کی۔ اس نظم کا انتخاب بہ لحاظِ تخیل، تفحص الفاظ اور مطالعہ کائنات ملاحظہ کیجیے:

تخیل:	ایک دن رحم نے انصاف سے جا کر پوچھا	کیا سبب ہے کہ ترا نام ہے دنیا میں

تخیل:	دوستی سے تجھے کچھ دوستوں کے کام نہیں	آنکھ میں تیری مروّت کا کہیں نام نہیں
تخیل:	جان پہچان کا ساتھی ہے نہ انجان کا دوست	یار ہندو کا ہے تو اور نہ مسلمان کا دوست
تخیل:	ہٹ پہ تو اپنی جہاں نامِ خدا آجائے	باپ کے ہاتھ سے بیٹے کا گلا کٹوائے
مطالعہ کائنات:	غم مرے سامنے شادی سے بدل جاتے ہیں	ہنستے جاتے ہیں جو یاں روتے ہوئے آتے ہیں
مطالعہ کائنات:	تجھ سے ہوتے اگر عدل جہاں میں دوچار	لٹ گئی ہوتی کبھی کی مرے گلشن کی بہار
تفحصِ الفاظ:	مگر اے رحم! برا ماننے کی بات نہیں	نیکیاں آپ کو کردیں نہ یہ بدنام کہیں
تخیّل:	کھودیا جس نے مروّت کو یہاں عام کیا	اس کو رسوا کیا اور آپ کو بدنام کیا
تفحصِ الفاظ:	میٹھی باتوں میں تری زہر ہلاہل ہے بھرا	تیرا آغاز تو اچھا ہے پہ انجام برا
تفحصِ الفاظ:	رائے کرتی نہیں میری کسی حالت میں خطا	تیر لگتا ہے مرا جاکے نشانے پہ سدا
تفحصِ الفاظ:	جو ہنر مند ہیں دل اُن کے بڑھاتا ہوں میں	خوبیاں ان کی زمانے میں جتاتا ہوں میں
مطالعہ کائنات	جھوٹے سچوں کا نہیں بھیس بدلنے پاتے	دام بازار میں کھوٹے نہیں چلنے پاتے
تخیّل:	عقل نے دونوں کی تقریر سنی سر تاپا	کہہ چکے وہ تو یہ سنجیدہ جواب اُن کو دیا
مطالعہ کائنات:	خیر اک کان ہے تم جس کے ہو گوہر دونوں	ایک سے ایک ہو تم بہتر و برتر دونوں
تخیّل:	دونوں تم خلق کے ہو مایہ آرام و شکیب	گل و شبنم کی طرح ایک سے ہے ایک کو زیب
مطالعہ کائنات:	وہی شفقت ہے کہ استاد کی ہے مار کبھی	اور ماں باپ کی ہو جاتی ہے چمکار کبھی
تفحصِ الفاظ:	رحم اور عدل سے جب عقل نے تقریر یہ کی	اور دی ساتھ ہی حالی نے شہادت اس کی
تفحصِ الفاظ:	رہی باقی نہ فریقین کو جائے انکار	چار و ناچار کیا یک جہتی کا اظہار
تفحصِ الفاظ:	بڑھ کے پھر دونوں ملے ایسے کہ تھے گویا ایک	مل کے ہو جائیں کہیں جیسے کہ دو دریا ایک

ولیم ورڈزورتھ نے یہ کہا تھا کہ مجھے سائنس اور ادب میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔(۱۷) یہ فقرہ اٹھارویں صدی کا ہے اور یہ صدی ماڈرن نائزیشن کی صدی کہلاتی ہے۔ کیوں کہ دنیا نے جان لاک اور آئزک نیوٹن کے نظریات کو نا صرف قبول کیا بلکہ فروغ دینے میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ جب ہم سائنس کہتے ہیں تو روز مرّہ مشاہدے اور تجربے کی بات کرتے ہیں۔ جب ہم ادب کہتے ہیں تو خارجی تلازمات تو وہی ہوتے ہیں جو سائنس کے حوالے سے جانے جاتے ہیں لیکن ادب میں یہ خارجی تلازمات تخیل کے زیرِ اثر ہوتے ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ادب معاشرے کا ترجمان ہوتا ہے تو یقیناً اس بات کو ملحوظ رکھنا ناگزیر ہو جاتا ہے کہ آج دنیا کا چلن سائنس اور ٹکنالوجی کے زیرِ اثر ہے اور سائنس و ٹکنالوجی کا معاملہ کائنات کے مطالعے کا معاملہ ہے جبکہ ادب انسان کے

ذریعے کائنات کا مطالعہ ہے۔اس اعتبار سے محل وو قوع کی نوعیت ادب اور سائنس کے لے ے ناگزیر نظر آتی ہے۔ سائنس کی سطح پر محل وو قوع کائنات کے تغیر و تبدل سے عبارت ہو تا ہے جبکہ ادب کے لیے محل وو قوع تہذیب وثقافت کی نوید بن جاتا ہے۔اس اعتبار سے انجمنِ پنجاب کا قیام عمل میں لایا گیا اور نئی شاعری کا ڈنکا بجایا گیا۔جب ہم محل و قوع سے جڑ کر تہذیب وثقافت کی بات کرتے ہیں تو یقینا محلِ وقوع سے جڑی ہوئی زبان منفرد مزاج کی حامل ہوتی ہے۔ مذکورہ معروضات کی روشنی میں حالی کے تین نکات پر نظر ڈالیں تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ان تین نکات کی مثلث شاعری کے لیے ناصرف ناگزیر ہے بلکہ یہ تین نکات آفاقی شاعری کی بنیاد ہیں۔رہا معاملہ جوش،سادگی،اصلیت کا تو یہ شاعر کے اسلوب سے جڑے ہوتے ہیں۔حالی کی مذکورہ چاروں نظموں کا تجزیہ کریں تو اِن نظموں کا ماحولیاتی تناظر قدرتی ماحول سے منسلک ہے جبکہ جوش،سادگی اور اصلیت نے مولانا الطاف حسین حالی کی نظموں میں ان کے اسلوب کو اس انداز سے اجاگر کیا کہ آنے والے کل میں یہ اسلوب حالیؔ سے موسوم ہو گیا۔

حواشی و تعلیقات

(۱)[الف]"دہلی پہنچ کر حالی نے جامع مسجد کے قریب حسین بخش کے مدرسے میں قیام کیا۔۔۔مولوی نوازش علی (استاد سر سیّد احمد خاں) سے عربی علوم کی تحصیل شروع کی۔۔۔" شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، غالب اور حالی کے تعلقات،(مشمولہ:'صحیفہ: حالی نمبر، لاہور، جنوری '۱۹۷۲ئ(ص:۲

[ب]"مولوی نوازش علی کے علاوہ دلّی کے زمانۂ قیام میں انھوں نے مولوی فیض حسن 'مولوی امیر احمد اور شمس العلماء میاں نذیر حسین کے درس سے بھی استفادہ کیا" صالحہ عابد حسین، یادگارِ حالی،(لاہور: بک ٹاک، ۲۰۰۷ء)ص:۲۷

(۲)[الف]"مرزا اسد اللہ خاں غالب مرحوم کی خدمت میں اکثر جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور اکثر ان کے اردو اور فارسی دیوان کے اشعار' جو سمجھ میں نہ آتے تھے اُن کے معنی اُن سے پوچھا کرتا تھا اور چند فارسی قصیدے انھوں نے اپنے دیوان سے مجھے پڑھائے بھی تھے" مولانا الطاف حسین حالی، بیانِ حالی (خود نوشت سوانح)(مشمولہ: کلیاتِ نثر حالی: جلد اوّل، مرتب، شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۷ء)ص:۳۳۷

[ب]"واضح ہو کہ قلعہ معلی دہلی کے مشاعرے میں صرف ایک ہی مرتبہ حالی نے غالب کو غزل پڑھتے سنا ہے باقی شہر میں جو بکثرت مشاعرے مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں معززین شہر کے مکانات پر منعقد ہوتے رہتے تھے ان میں متعدد مرتبہ حالی کو غالب کے ساتھ مشاعرے میں جانے کا موقع ملا ہوگا" شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، غالب اور حالی کے تعلقات،(مشمولہ:'صحیفہ: حالی نمبر، لاہور، جنوری '۱۹۷۲ء(ص:۱۳

[ج]"دہلی چلے گئے ڈیڑھ سال تک علمائے وقت سے تحصیل علم کرتے رہے 'عربی صرف و نحو اور منطق پر توجہ کی 'مرزا غالب سے بھی ملتے رہے اور ان کے فارسی قصائد و غزلیات کے معنی حسب ضرورت خود مرزا سے سمجھنے لگے" حمید احمد خاں، پروفیسر، ارمغانِ حالی مع مقدمہ و حواشی،(لاہور: ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۱ء)ص:۴۶

[د]"غالب کی ہمت افزائی کی بناء پر انھوں نے شعر گوئی کی تھوڑی بہت کوشش جاری رکھی 'اس زمانے میں خستہ تخلص کرتے تھے" صالحہ عابد حسین، یادگارِ حالی،(لاہور: ۲۰۰۷ء)ص:۲۸

(۳)"میں نے دلّی میں شرح مسلم ملاحسن اور میبذی پڑھنی شروع کی تھی کہ سب عزیزوں اور بزرگوں کے جبر سے چاروناچار مجھ کو دل چھوڑنا اور پانی پت واپس آنا پڑا یہ ذکر ۱۸۵۵ کا ہے۔۔۔دلّی سے آکر برس ڈیڑھ برس تک پانی پت سے کہیں جانے کا اتفاق نہیں ہوا' یہاں بطورِ خود اکثر بے پڑھی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا۔۔۔۱۸۵۶ء میں مجھے ضلع حصار میں ایک قلیل تنخواہ کی اسامی صاحب کلکٹر کے دفتر میں مل گئی۔" مولانا الطاف حسین حالی، بیانِ حالی (خود نوشت سوانح)(مشمولہ: کلیاتِ نثر حالی: جلد اوّل، ۱۹۶۷ئ) ص:۳۳۵تا۳۳۶

(۴)[الف]"۱۸۵۷ء میں جب کہ سپاہ باغی کا فتنہ ہندوستان میں برپا ہوا اور حصار میں بھی اکثر سخت واقعات ظہور میں آئے اور سرکاری عملداری اُٹھ گئی تو میں وہاں سے پانی پت چلا آیا اور قریب چار برس کے پانی پت میں بےکاری کی حالت میں گزرے۔۔۔اس عرصے میں پانی پت کے مشہور فضلا مولوی عبدالرحمان, مولوی محب اللہ اور مولوی قلندر علی مرحومان سے بغیر کسی ترتیب اور نظام کے کبھی منطق یا فلسفہ' کبھی حدیت' کبھی تفسیر پڑھتا رہا اور جب ان صاحبوں میں سے کوئی پانی پت میں نہ ہوتا تھا تو خود بغیر پڑھی کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا اور خاص کر علم ادب کی کتابیں شروح اور لغات کی مدد سے اکثر دیکھا کرتا تھا اور کبھی کبھی عربی نظم ونثر بھی بغیر کسی اصلاح یا مشورے کے لکھتا تھا۔۔۔'غدر کے بعد فکرِ معاش نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا'حسن اتفاق سے نواب مصطفی خاں مرحوم رئیس دہلی و تعلقہ دار جہانگیر آباد ضلع بلند شہر سے'جو فارسی میں حسرتی اور اردو میں شیفتہ تخلص کرتے تھے شناسائی ہو گئی اور آٹھ برس تک بطور مصاحبت کے ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔"مولانا الطاف حسین حالی، بیانِ حالی (خودنوشت سوانح) (مشمولہ: کلیاتِ نثر حالی: جلد اوّل،۱۹۶۷ء)ص:۳۳۶

[ب]"(۱۸۵۷ء)اس سے پانچ سال بعد مولانا پھر پانی پت کے کنج تنہائی سے نکلے اور دہلی آئے اور استاد (غالب) سے مل کر اپنی رام کہانی انھیں سنائی اُن کی مصیبت کی داستان خود سنی'ان ہی ایّام میں مولانا کی ملاقات نواب مصطفی خاں شیفتہؔ و حسرتیؔ رئیس دہلی اور تعلقہ دار جہانگیر آباد سے ہو گئی انھوں نے مولانا کو جوہر قابل اور علم و عمل کے زیور سے مزیّن پایا تو اپنا مصاحب اور اپنے بچوں کا اتالیق بنا کر اپنے ہمراہ جہانگیر آباد لے گئے'وہیں سے اپنی غزلیں مولانا اصلاح کے لےے غالبؔ کے پاس دہلی بھیجا کرتے تھے اور یہ سلسلہ غالب کی وفات تک جاری رہا"شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، غالب اور حالی کے تعلقات,(مشمولہ:'صحیفہ:حالی نمبر,لاہور، جنوری'۱۹۷۲ء(ص:۵

(۵)[الف]غالب کی وفات[یک شنبہ ۲/ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ/۱۵/فروری ۱۸۶۹ء]:"غالب کی وفات سے قبل بھی ایک فارسی قطعہ ۱۹/اشعار کا ان سے متعلق لکھا تھا جس کے جواب میں غالب نے چار بیت کا قطعہ جواب میں لکھا حالی نے پھر اُس کے جواب میں نو اشعار کا قطعہ لکھا۔جو یادگارِ غالب اور ضمیمہ کلیات حالی میں بھی موجود ہے ں"غلام مصطفی خاں،ڈاکٹر،حالیؔ کا ذہنی ارتقاء(لاہور: مکتبہ کارواں کچہری روڈ'طبع دوم جولائی ۱۹۶۶ء)ص:۲۰ تا ۲۱

[ب]"شیفتہ نے ۱۸۶۹ء مطابق ۱۲۸۶ھ ۶۲ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔۔۔مولانا حالی نے تاریخ وفات کلام مجید کی ایک آیت وجزاھم بماصبر ووا جنٰت وحریرا(سورہ دہر)سے قدرے ترمیم کے بعد یعنی جنت کی جگہ جنات کرکے نکالی ہے کیونکہ جنت کے لفظ میں ایک عدد کی کمی رہ گئی تھی'یہ تاریخ ان کی قبر پر کندہ ہے"حکیم عبدالقوی دریا آبادی،"شیفتہ اور حالی"مشمولہ:ماہنامہ، فروغ اردو:حالی نمبر (حصہ ۲، ۱۹۵۹ء)'ص:۱۳۱

(۶)[الف]"دہلی کے ایک مشاعرے میں ایک غزل پڑھی تھی۔۔۔تذکرہ دہلی مرحوم کا اے دوست نہ

چھیڑ:نہ سنایا جائے گا ہم سے یہ فسانہ ہرگز "وصل بلگرامی، "مولانا حالی کی یاد میں"
مشمولہ:"زمانہ"کانپور'(جولائی'۱۹۳۹$)ص:۲۱

[ب]مضمون،'ہندوستانیوں کی قابلیت واستعداد کا مقابلہ'"رسالہ"دہلی سوسائٹی"نمبر ۱۸۷۱،۸ء میں شائع ہوا"شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی،غالب اور حالی کے تعلقات,(مشمولہ:'صحیفہ:حالی نمبر,لاہور،جنوری'۱۹۷۲ء(ص:۴۵۰تا۴۶۶

[ج]"حالی نے ایک مضمون ۱۸۷۱ء میں علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ میں مولوی سیّد احمد خاں بہادر سی ایس آئی کے عنوان سے لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے عرصہ پہلے ہی حالی کی ان سے (سر سیّد) ملاقات ہوئی تھی"صالحہ عابد حسین،"حالی کا تعلق سر سیّد اور علی گڑھ سے"مشمولہ:ماہنامہ"فروغ اردو:حالی نمبر حصہ ۲" ۱۹۵۹ء'ص:۴۵۲

[د]"پادری عماد الدین کی تاریخ محمدی پر منصفانہ رائے کے عنوان سے رسالہ لکھا"حمید احمد خاں،پروفیسر،ارمغانِ حالی مع مقدمہ و حواشی،(۱۹۷۱ء)'ص:۴۷تا۴۸

(۷)"نواب شیفتہ کی وفات کے بعد پنجاب گورنمنٹ بک ڈپو(لاہور) میں ایک اسامی مجھ کو مل گئی'جس میں مجھے یہ کام کرنا پڑتا تھا کہ جو ترجمے انگریزی سے اردو میں ہوتے تھے ان کی اردو عبارت درست کرنے کو مجھے ملتی تھی"مولانا الطاف حسین حالی،بیانِ حالی(خود نوشت سوانح)(مشمولہ:کلیاتِ نثر حالی:جلد اوّل، ۱۹۶۷ء)ص:۳۳۹

(۸)صفیہ بانو،انجمن پنجاب تاریخ و خدمات،(کراچی:کفایت اکیڈمی،۱۹۷۸ء)ص:۱۰۵تا۱۰۶

(۹)"لاہور سے دہلی میں اینگلو عربک اسکول کی مدرسی پر بدل آیا"مولانا الطاف حسین حالی،بیانِ حالی(خود نوشت سوانح)(مشمولہ:کلیاتِ نثر حالی:جلد اوّل،مرتب،شیخ محمد اسماعیل پانی پتی،لاہور:مجلس ترقی ادب،۱۹۶۷ء)ص:۳۴۰

(۱۰)"سرسید سے حالی کی ملاقات نواب مصطفی خاں شیفتہ کی رفاقت میں ۱۸۶۷ء میں سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ کے سالانہ جلسہ میں ہوئی تھی۔۔۔اس یادگار ملاقات کا پہلا نقش حالی کا وہ مضمون ہے جو انہوں نے مولوی سید احمد خاں اور ان کے کارنامے کے عنوان سے لکھا۔"اصغر عباس،حالی اور علی گڑھ،مشمولہ ،الطاف حسین حالی تحقیقی و تنقیدی جائزے مرتبہ،پروفیسر نذیر احمد(نئی دہلی:غالب انسٹی ٹیوٹ،۲۰۰۲ء)ص ۲۶۳

(۱۱)"مشرقی ادبیات میں دیباچہ،تقریظ اور مقدمہ لکھنے کی روایت صدیوں پرانی ہے اس لیے شعر و شاعری سے متعلق اپنے تنقیدی افکار و خیالات کو اگر حالی نے"مقدمہ"کا نام دیا تو یہ ایسی کوئی نئی بات نہیں،لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ انگریزی کے رومانوی فطرت پسند شاعر،ورڈزورتھ نے بھی شعر و شاعری سے متعلق اپنے تنقیدی افکار و خیالات کو"مقدمہ"کے نام(Preface to the Lyrical Ballads)ہی سے ۱۷۹۸ء میں پیش کیا تھا۔۔۔ورڈزورتھ کے مقدمہ اور حالی کے مقدمہ میں کئی باتیں

مشترک نظر آتی ہیں۔ مثلاً

۱۔ ماحول اور کائنات کی تفہیم کی باتیں ورڈزورتھ اور حالی دونوں کرتے ہیں۔

۲۔ شاعری کی زبان سے متعلق دونوں نے اپنے نظریات پیش کیے ہیں۔

۳۔ اصلیت یا صداقت پر ورڈزورتھ اور حالی دونوں کے یہاں زور ملتا ہے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ حالی سچے خارجی تجربات اور حقیقی داخلی جذبات واحساسات پر اصرار کرتے ہیں جب کہ ورڈزورتھ کسی بھی اصلیت یا صداقت کو تخلیقی صداقت (Creative Reality) بنا کر پیش کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔

۴۔ ورڈزورتھ اور حالی دونوں کے یہاں لفظ و معنی کے مباحث ہیں۔

۵۔ ورڈزورتھ اور حالی دونوں کے تنقیدی نظریات اور اخلاقی تصورات کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

۶۔ ورڈزورتھ اور حالی دونوں انسانی معاشرے کی تنظیم و تہذیب نو کو شاعر کا اولین فریضہ قرار دیتے ہیں۔

۷۔ ورڈزورتھ اور حالی دونوں کے نزدیک شاعری کا منصب قارئین پر مثبت اور بصیرت خیز اثرات مرتسم کرنا ہے۔

۸۔ حالی اور ورڈزورتھ دونوں شاعری کو معاشرے میں پاکیزہ جذبات اور ارفع خیالات پیدا کرنے کا وسیلہ بنانے پر اصرار کرتے ہیں۔"

قدوس جاوید، پروفیسر، حالی کا نظریۂ نقد، مشمولہ، سہ ماہی اصناف ادب، مظفر پور، (جلد ۲، شمارہ ۱۔ ۲، اپریل تا ۲۰۱۴ء تا ستمبر ۲۰۱۴ء) ص: ۱۷ تا ۱۸

(۱۲) [الف] برکھارُت، مشمولہ، کلیات حالی، جلد اول (لاہور: مجلس ترقی ادب، مرتب ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ۱۹۶۸ء) ص: ۱۷۱ تا ۳۸۴

[ب] عارف ثاقب، انجمن پنجاب کے مشاعرے، (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء) ص: ۳۹

(۱۳) اسلم پرویز، حالی، نظم اردو اور انجمن پنجاب، مشمولہ، الطاف حسین حالی تحقیقی و تنقیدی جائزے مرتبہ پروفیسر نذیر احمد (نئی دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، ۲۰۰۲ء) ص: ۲۵۹

(۱۴) [الف] نشاط امید، مشمولہ، کلیات حالی، جلد اول (۱۹۶۸ء) ص: ۳۸۴ تا ۳۹۱

[ب] عارف ثاقب، انجمن پنجاب کے مشاعرے، (۱۹۹۵ء) ص: ۴۰

(۱۵) [الف] حب وطن، مشمولہ، کلیات حالی، جلد اول (۱۹۶۸ء) ص: ۳۹۱ تا ۴۱۰

[ب] عارف ثاقب، انجمن پنجاب کے مشاعرے، (۱۹۹۵ء) ص: ۳۰۰ تا ۳۲۵

(۱۶) [الف] مناظرہ رحم و انصاف، مشمولہ، کلیات حالی، جلد اول (۱۹۶۸ء) ص: ۴۱۱ تا ۴۲۱

[ب] عارف ثاقب، انجمن پنجاب کے مشاعرے، (۱۹۹۵ء) ص: ۴۱

(۱۷) ورڈزورتھ، شاعری اور سائنس، مشمولہ، مغرب کے تنقیدی اصول، مصنف، ڈاکٹر سجاد باقر رضوی، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۳ء) ص: ۲۰۸ تا ۲۰۹